سرکاری مناصب و ذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال(تعلیمات نبوی کی روشنی میں)

ام سلمیٰ *
ثمینہ سعدیہ **

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے ۔ وہ حیات انسانی کے ہر پہلو کو خواہ وہ اقتصادی ہو یا فکری، سیاسی ہو یا معاشرتی ، معاشی اخلاق ہو یا عملی سب کو پوری طرح گھیرے ہوئے ہے۔ اسلام میں دین ،دنیا ، مذہب اور سیاست لازم و ملزوم قرار دیے گئے ہیں۔ اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں معاشرے جیسے اہم ادارہ کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انبیاء کرامؑ وقت کی اجتماعی قوت (حکومت وقت)کو اسلامی تعلیمات کے قالب میں ڈھالنے کی جدو جہد کرتے رہے۔ ان کی بعثت کا مقصد، زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح کرنا تھا۔

مناصب وذرائع معنی و مفہوم:

مناصب،منصب کی جمع ہے اور لفظ عہدہ ذمہ داری اور امور ملازمت سر انجام دینے کے لئے آسامی کے لئے مستعمل ہے منصب کا مادہ ن ص ب سے ہے اور اس کے معنی کچھ اس طرح سے ہیں۔

المنصب :الحسب والمقام ،ویستعار للشرف ،ای :ماخوذمن معنی الاسل ومنہ منصب الولایات وجمعہ المناصب-(1)

منصب :خاندانی تفاخر اور مرتبہ ،اور اسی شرف سے ہے یعنی :اصل کے معنی سے اخذ کیا گیا ہے اور اسی سے ریاستی مناصب ہے اور لوئیس مالوف منجد میں درج کیا ہے کہ :المنصب :اصل ،مرجع ،حسب نسب وشرافت اور اسی سے ہے منصب بمعنی عہدہ حکومت ومناصب کے ہیں-(2)

علامہ وحید الزماں کی تحقیق کے مطابق :المنصب :مقام ومرتبہ عہدہ ،پوسٹ ،اسامی ،اصل خاندان (مثلاکہتے ہیں) فلاں یرجع الیٰ منصب کریم(3) :فلاں کا تعلق شریف خاندان سے ہے dignity, office, post, station(4)منصب کے انگریزی مترادافات یوں بیان کئے جاتے ہیں گویا منصب سے مراد عہدہ ،مقام اور ذمہ داری ہے ۔الذریعہ: وسیلہ ،کہا جاتا ہے :ھوذریعتی الیٰ فلان ،وہ فلاں کے پاس میرے لئے وسیلہ ہے (ایک اورمعنی)اونٹنی جس کے پیچھے شکاری شکار کرنے کےلئے پیچھے چھپتا ہے ،اس کی جمع ذرائع ہے-(5)

الذریعہ :تیر اندز کے مشق کرنے کا حلقہ وہ آ ڑجس کے پیچھے شکاری چھپتا ہے ،سبب اور ذریعہ ،جمع ذرائع ہے-(6)

---

* پی ایچ ڈی سکالر ،ادارہ علوم اسلامیہ ،پنجاب یونیورسٹی، لاہور ، پاکستان
** اسسٹنٹ پروفیسر ،شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

"جہاز سیاسی یکون عدۃ وزراایسیرون السلام وامرافقھا فی شیء المجالات تحت رئیس الوزراء"۔(7)

"ایک سیاسی نظام یا کمیٹی ہے جو کئی وزراء پر مشتمل ہوتی ہے وزراعظم کے تحت مختلف شعبوں میں ملک کے امور اور اس کی سہولیات کی نگرانی کرتی ہے "عرف میں سرکاری مناصب وذرائع سے مراد وہ وسائل معلومات اور اشیا ء لی جاتی ہیں جو سرکاری اہل مناصب کو فرائض کی ادائیگی کے لئے بطور استعمال سونپی جاتی ہیں یا سپرد کی جاتی ہیں گویا کہا جا سکتا ہے کہ مناصب وذرائع میں فرق یہ ہے کہ منصب کل ہے اور ذرائع جزو ہیں اور استعمال کے اعتبار سے ان کو ایک دوسرے کے مترادف کہنا بے جا نہیں،سب سے پہلے حکومت کی تعریف ملاحظہ ہو۔

"واعنی بالمدینة جماعتة متقاربة تجری بینهم المعاملات و یکونون اہل منازل نشتی۔ والاصل فی ذلک ان المدینة شخص واحد من جهة ذلک الربط مرکب من اجزا و ھیءة اجتماعیة"(8)

"شہر سے وہ جماعتیں مراد ہیں جو قریب قریب آباد ہوں ۔ ان میں باہم معاملات ہوتے رہیں اور جدا جدا مکانوں میں بودو و باش رکھتے ہوں۔ سیاست مدن میں اصلی امر یہ ہے کہ تعلقات شہر گویا ایک شخص ہوا کرتا ہےجو چند اجزاء اور مجموعی ہیئت سے مرکب ہے۔"

مولانا حامد الانصاری کے نزدیک:سلطنت (State)وحکومت سے مرادوہ رقبہ زمین (Land)ہے جہاں انسانوں کی سیاسی تنظیم ایک اجتماعی ہیئت اختیار کرلیتی ہے۔(9)

انسائیکلو پیڈیا آف سوشل سائنسز کے مطابق :حکومت انسانوں کا ایک گروہ یا تنظیم ہے جو مشترکہ مقاصد کے لیے مل جل کر کام کرے۔(10)

ایم جے لاسکی کے نزدیک: ریاست کسی سیاسی معاشرے کی وہ اعلیٰ منظم قوت ہے جو افراد معاشرہ کے مقاصد کا تحفظ بھی کرتی ہے اور انہیں ترقی بھی دیتی ہے۔(11)

اسلام میں سرکاری مناصب وذرائع(حکومت)کا تصور :

دنیا کے اندر تمام وسائل وذرائع کا مالک اللہ تعالیٰ ہے :

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِیْ الْمُلْکَ مَن تَشَاء وَتَنزِعُ الْمُلْکَ مِمَّن تَشَاء﴾(12)

کہو اے اللہ مالک الملک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

ذَلِکُمُ اللَّهُ رَبُّکُمْ لَهُ الْمُلْکُ [13]وہی تمہارا رب ہے اور تما م ملک اسی کے لئے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ان اللہ یا مرکم ان تودوا الامنت الیٰ اهلها واذاحکمتم بین الناس ان تحکموابالعدل﴾(14)

"مسلمانوں :اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دتا ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے حوالے کی جائیں ۔"

آیت کی تشریح کے ضمن میں علامہ عربی لکھتے ہیں:

"ھذا الایة فی ادا الامانة والحکمه بین الناس عامة فی الولاة والخلق لان کل مسلم عالم، بل کل مسلم حاکم ووالی"(15)

یہی آیت کریمہ ادائے امانت اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرنے میں ولاۃ اور مخلوق میں عام ہے کیونکہ ہر مسلمان عالم ہے بلکہ ہر مسلمان حاکم اور والی ہے۔

مفتی محمد شفیع اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ :

"حکومت کے مناصب بھی اللہ کی امانتیں ہیں ،اس آیت سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت کے عہدے اور منصب سب کے سب اللہ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام اور افسران ہیں جن کے ہاتھ میں عزل ونصب کے اختیارات ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کیں جو اس کا اہل نہ ہو۔(16)

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾(17)

"ہم نے اپنے رسول روشن دلائل کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"

﴿الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰة و اتوا لزکوٰة وامروا بالمعروف و نھو عن المنکر﴾(18)

"جنہیں ہم اگر زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے ، زکوٰۃ دیں گے ، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔"

مسلم حکو مت کے اجزائے ترکیبی میں قانون ساز انتظامیہ اور عدالتی ادارے آتے ہیں۔ ان تمام کاموں کو سرانجام دینے کے لیے مختلف شعبے قائم کیے جاتے ہیں اور یہی سرکاری مناصب و ذرائع کہلاتے ہیں۔

مقننہ،انتظامیہ ،عدلیہ سرکار سے مرادحکومت اور اس سے متعلقہ امور ہیں ہمارا موضوع تمام شعبہ جات کا احاطہ کرتا ہے کیونکہ سرکاری مناصب و ذرائع میں وہ تمام ذمہ داریاں آجاتی ہیں جن پر حکومت وقت کی جانب سے تعین کیا جانا چاہیے۔ چاہے وہ مقننہ ہو انتظامیہ ہو یا عدلیہ ۔

تعلیمات نبوی ﷺ :

اسلامی ریاست کے منتظمین کی ذمہ دارانہ حیثیت کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ :

"ما من عبدیسترعیه رعیه یموت و ھو غاش لرعیه الا حرمه االله علیھا الجنة"۔(19)

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کا چرواہا(راعی و ذمہ دار)بنایا اور وہ اس حال میں مرا کہ اس نے لوگوں کی بد خواہی کی تو اللہ اس پر جنت حرام کردے گا۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

"مامن امیر یلی امر المسلمین ثم لا یتحد لهم و ینفع الا لم یدخل معهما الجنة"(20)
"جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے پھر نہ تو وہ ان کے لیے کوشش کرے نہ ان کی خیر خواہی کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا۔"
اسی طرح جس شخص کو شعبہ عدل کی ذمہ داری دی جائے تو اس کے بارے میں فرمایا گیا:
﴿فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلْحَقِّ﴾(21)
پس تم ان لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے کرو اور اسی حق کو چھوڑ کر جو تمہارے پاس آیا ہے ، لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔
انتظام حکومت کی ذمہ داریاں تنہا سلطان (بادشاہ) نہیں اٹھا سکتا۔ اس لیے ناگزیرہے کہ وہ ابنائے جنس کا سہارا لے (22)
حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:
"الاسلام و السلطان اخوان تو أمان لا یصلح واحد منهما الالصباحب فالاسلام اس واسلطان حارس و ماراس له لیهدم ومالا حارس له ضائع"۔(23)
"اسلام اور حکومت دو جڑواں بھائی ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیردرست نہیں ہوتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا کوئی نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے"۔
نبی نے فرمایا کہ :
"اذا اراد االله بالامیر خیراً هل له و زیر صدق ان نسی ذکره و ان ذکر اعانة و اذا ارادبه غیر ذلک هل له و زیر سوء ان نسی لم یذکره و ان ذکر لم یضه"(24)
"جب اللہ تعالیٰ کسی امیر (بادشاہ) کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے ایک قابل اعتماد وزیر دے دیتا ہے جب امیر کوئی بات بھول جاتا ہے تو وہ یاد دلا دیتا ہے اور جب امیر کسی بات کا ذکر کرتا ہے تو وزیر اس میں معاون ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کسی امیر کے متعلق خدا کا ارادہ خیر کا نہیں ہوتا تو اس کے لیے بڑا مددگار مہیا کردیتا ہے جو نہ بھولی ہوئی چیز یاد دلاتا ہے اور نہ ذکر کردہ کاموں میں مدد کرتا ہے"(25)
مندرجہ بالا مفہوم کے اعتبار سے وزارت صدر اسلام ہی سے موجود رہی ہےآپ نے بھی مختلف صحابہ کو مناصب پر فائض کیا ۔ آنحضرت سیاسی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبہ میں حضرت ابو بکرؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے،ریاست کے اندر ایک پہلو سراسر انتظامی اور عملی ہوتا ہے۔ عوام کے معاملات اور ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لیے مختلف سرکاری مناصب قائم کیے جاتے ہیں ۔ ان میں تمام منتظمین اور ملازمین شامل ہوتے ہیں جو ریاست کے انتظام و انصرام میں حصہ لیتے ہیں۔

اس کوAdministrati کہہ سکتے ہیں جو عوام کو ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کے لیے سر گرم عمل رہتے ہیں اس نظم و نسق کی تمام تر سرگرمیوں کا دائرہ عمل عوام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب بادشاہ خود ان تمدن کی مصلحتوں کا کار پرداز نہیں ہوسکتا ہے ، اس لیے ضروری ہے کہ ہر کام کے لیے اس کے پاس معاون ہوں۔ معاونین میں یہ شرط ہے کہ ان میں صفت امانت ہو اور جو خدمت ان کے سپر د کی گئی ہے وہ اس کی بجا آوری کرسکیں اور بادشاہ کے ظاہر و باطن میں فرماں بردا ر اور مخلص ہوں۔

"امام ابن تیمیہ نے السیاسۃ والشریعہ فی الراعی والرعیۃ میں موزوں حکام کے تقرر پر بہت زور دیا ہے۔ان کے نزدیک فوج کے افراد، لشکر اسلام چھوٹے بڑے مسلمانوں کا مال وصول کرنے والے وزراء، منشی کا تب، خراج و صدقات ، زمین کا محصول ، زکوٰۃ وصول کرنے والے دیگر اداروں کے ذمہ داران اس میں شامل ہیں"(26)

انتظامی کاموں کے معاملے پر قاضی ابو یوسف کتاب الخراج میں ہارون الرشید کو لکھتے ہیں کہ:

"اے امیر المومنین خدائے بزرگ و برتر نے جس کی ذات ہر طرح کی حمد و ثنا کی واحد مستحق ہے آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالی گئے ہے۔ اگر بحسن و خوبی انجام دی تو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے ۔ اس میں کوتاہی کی گئی تو اس کی سزا بھی ساری سزاؤں سے بھاری ہے۔ اس نے اس امت کے معاملات کا بار آپ کے کاندھوں پر ڈالا ہے۔"(27)

عہد نبوی میں انتظامی ادارات (سرکاری مناصب و ذرائع) کا جائزہ:

عصر جاہلیت کے عرب میں کوئی نظام حکومت نہ تھا نہ مرکزی نہ صوبائی نہ انصاف اور نہ عدالت عالیہ نہ پولیس نہ محکمہ امن نہ مالیات نہ اقتصادیات نہ ٹیکس سسٹم نہ لگان و مالگزاری کا انتظام موجود تھا۔ ہر فرد آزاد ، ہر قبیلہ آزادانہ نظام کے تحت تھا۔ آپ نے ایک نظام حکومت کی بنیاد رکھی۔

As Prophet and reformer of his people Muhammad (SAW) could not be otherwise than a revolutionary in the fullest sense of the word, for his religious propaganda introduced not only a complete change in the political situation but also had an equally important bearing on the social conditions(28).

نبی نے سیاسی رہنما کی حیثیت سے جو نظام حکومت قائم فرمایا یہ کوئی شہنشاہی نظام نہ تھا بلکہ اسلام کی محدود ضروریات کے مطابق ایک سادہ اور مختصر نظام حکومت تھا جو وقتا فوقتا جو ضروریات پیش آتی جاتی تھیں اس کے مطابق بنتا جاتا تھا۔(29)

آپ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو ان کی اہلیت وصلاحیت کے مطابق سرکاری عہدوں پر فائز کیا اور تمام اصحاب کو ان کے جائز استعمال کے متعلق تعلیمات فراہم کیں۔

معلمین کا تقرر:

نبی تعلیم امور کے لئے ایسے افراد کا تقرر فرماتے جن میں معلمانہ اہلیت واوصاف ،تعلیم قابلیت اعلیٰ درجہ کی موجود ہوتی ان میں سب سے پہلا نام حضرت مصعب بن عمیر :اہل مدینہ کو تعلیم دینے کے لئے آپ کی معلمانہ بصیرت کو دیکھ کر ان کے ساتھ روانہ کیا کہ ان لوگوں کو تعلیم دیں ۔(30)

عبداللہ بن ام مکتوم :آپ کو نبی نے قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کا معلم ونقیب مقرر فرمایا "فکان یقرآن الناس القرآن "[31]یہ دونوں مصعب اور عبداللہ بن ام مکتوم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔

ائمہ نماز :

آپ نے موقع کی مناسبت سے اہل افراد کو اس ذہ داری پر تعین کیا مثلا سعد بن ضرار ہ انصار کی امامت کرواتے رہے ،سعد بن عبادہ ،سعد بن معاذ، زید بن حارثہ، عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت ابوبکر صدیق۔ (32)

مؤذنین کا تقرر:

اس اہم منصب کے لئےپہلے مؤذن حضرت بلال حبشی ،حضرت ابو محذورہ کو مکہ میں مؤذن مقرر کیا ،[33]سعد بن عائز مسجد قبا کے مؤذن تھے ،سفیان بن قیاس قبیلہ مکدہ کے مؤذن تھے۔

امراء حج کا تقرر:

حجۃ الوداع سے پہلے دو حج میں بالترتیب آپ نے حضرت عتاب بن ا سید اموی اور حضرت ابو بکر صدیق نے کی "آپ اس ذمہ داری پر اس لئے فائز کئے گئے آپ میں امانت دیانت ،علم ،زہد وتقویٰ ،قوت رائے سیاسی تدبر اور بصیرت صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ پائی جاتی تھی۔(34)

مالیاتی نظام کے لئے اعلیٰ سرکاری افسران کا تقرر:

معاشی معاملات کے لئے رسول نے عمال کی تقریاں کیں ،جو مختلف علاقوں سے صدقات وزکوۃ اکٹھی کرتے اور بیت المال میں جمع کرواتے تھےان ایک نمایاں نام حضرت معاذبن جبل کا بھی ہے ۔

اعلیٰ حکام افسران کا تقرر:

عہد نبوی میں اسلامی ریاست کو صوبوں میں تقسیم کردیا گیا تھا ہر صوبے کا گورنر بنایا گیاان میں جو نمایاں نام ہیں :بالائی یمن میں حضرت معاذبن جبل ،زیریں یمن میں ابو موسیٰ اشعری ،عمر بن سعید ،عبداللہ بن سعید ،سواد

بن غزیہ □،ثعبان بن ابی العاص□،الاعلیٰ الخضرمی□ ،ابان بن سعید□،ابی بن کعب□ وغیرہ۔

سفارتی مناصب اور عہدوں پر تقرریاں:

عمر بن امیہ□ ،عبداللہ بن کلبی□،عبداللہ بن خزامہ□، حاطب □،شجاع بن وہب□ ،اسعد بن عامری□ ،عمر بن عاص□وغیرہ۔

منصب قضا ء پر افسران کا تقرر:

اسلامی ریاست کے چیف جسٹس،بذات خود آپ□تھے ،آپ □ نے مختلف علاقوں میں اپنی جانب سے مختلف علاقوں میں قاضیوں کا تقرر فرمایا ،ان میں حضرت عمر□،حضرت علی□،حضرت عبداللہ بن مسعود □،حضرت ابی بن کعب□ ،حضرت زید بن ثابت□ ،حضرت موسیٰ اشعری□ ،حضرت معاذبن جبل□ ،حضرت عتاب بن اسید□ شامل تھے اپنی حیات مبارکہ میں آپ□ نے اس ذمہ داری پر وقتا فوقتا تقرریاں فرمائیں "آپ □ نے اپنی حیات مبارکہ میں اس نوعیت کی چوہتر تقرریاں فرمائیں "(35)

سرکاری مناصب وذرائع اورتعلیمات نبوی□ :

انتظامی عہدوں کے بارے میں اسلام نے جو تصور دیا ہے وہ عین فطرت کے مطابق اور عظیم مصلحتوں پر مبنی ہے ۔ انتخاب عمال میں سب سے پہلے اہلیت، امانت و دیانت، تقوٰی اور حسن سلوک کو دیکھا جاتا ہے۔(36)

آپ □ نے پورے انتظام ڈھانچے کی اصلاح کے لئے اپنے حسن تدبر وانتظام سے اشاعت اسلام ،توسیع مملکت، استحکام سلطنت کے لئے ایسی فعال اور مؤثر حکمت عملی اختیار فرمائی جو ایک کامل نمونہ ہے آپ□ کے اجتماعی تنظیم اور امن و امان کی بحالی کے لیے چند فوری اقدامات فرمائے ۔ مسجدنبوی□ کی تعمیر فرمائی، اجتماعی و نظم و نسق کے لیے مدینہ کے انتظامی امور کا بار آپ□ کے کاندھوں پر تھا۔ اردگرد کے قبائل سے معاہدہ امن کیا۔ خارجی و داخلی امن و امان کے لیے کوششیں کیں۔

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَہْلِہَا [37]اہل لوگوں کو منتخب کیا جائے۔

سورہ یوسف کے اندر پوری تصویر پیش کردی گئی۔فرمایا :

﴿وَقَالَ الْمَلِکُ ائْتُونِیْ بِہِ أَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ فَلَمَّا کَلَّمَہُ قَالَ إِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مِکِیْنٌ أَمِیْنٌ

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلَی خَزَآءِنِ الأَرْضِ إِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴾(38)

"اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس ، میں خاص کو رکھوں، اس کو اپنے کا م میں۔ جب یوسف نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا ۔ اب آپ ہمارے ہاں قدرو منزلت رکھتے ہیں اور آپ کی امانت پر بھروسہ ہے۔ یوسف نے کہا ملک کے خزانے میرے سپرد کیجئے۔ میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔ "

مدنی دور میں آپ کی ذمہ داریاں مقدمات کا فیصلہ ، فرامین کا اجراء، والیوں کا تقرر ، زکوٰۃ کے محصلین کا تقرر عہدے دار افراد کی خبر گیری ، احتساب نوجوانوں کی تربیت ، فوج کی تربیت، مساجد کی تعمیر، خانہ جنگیوں کا انسداد، غیر مسلم قوموں سے مصالحت جرائم پر اجرائے حد یا تعزیر، سرایا کی روانگی اور مسائل شرعیہ میں افتاء تھیں۔(39)

آپ حکام و اعمال کا انتخاب خود کرتے ۔ جو خود طلب کرتے ، فرمایا:

"لا تستعمل علی عملت من ارادہ۔" (40)

"جو لوگ خود خواہش کرتے ہیں (ذمہ داری کی) ہم ان کو عامل مقرر نہیں کرتے۔"

آپ نے فرمایا کہ: ہمارے نزدیک تم میں سے سب سے خائن و ہ شخص ہے جو اس (عہدہ و امارۃ) کو طلب کرتا ہے۔ خدا کی قسم ہم کسی ایسے شخص کو اپنی حکومت کے کسی منصب پر مقرر نہیں کرتے جس نے اس کی درخواست کی یا اس کا حریص ہو۔(41)

ذمہ داری اہل لوگوں کو دیجئے:

آنحضرت نے ان کو (معاذ بن جبل) یمن کے ایک قصبہ یعنی جند کا قاضی بنا کر روانہ کیا کہ لوگوں کو قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم دیں اور جو عمال یمن میں تھے، ان کے صدقات کے جمع کرنے کی خدمت بھی ان کے متعلق تھی۔(42)

تم اہل کتاب کے پاس جاتے ہو ، پہلے ان کو کلمہ توحید کی دعوت دو، اور وہ اس کو قبول کرلیں تو ان کو بتاؤ کہ خدانے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ، اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ خدا نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے امراء سے لے کر ان کے غرباء میں تقسیم کردیا جائے گا۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کرلیں تو ان کے بہترین مال سے احتراز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس میں اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔(43)

رفق و نرمی اور خوش خلقی حکام کے لیے لازم ہے :

" سیرا و لا تقسیرو بشرا ولاتنفرو تطاوعا ولا تختلفا"۔ (44)

"آسانی پیدا کرنا ، دشواری نہ پیدا کرنا ، لوگوں کو بشارت دینا اور ان کو وحشت زدہ نہ کرنا، باہم اختلاف نہ کرنا۔"

عوام کے ساتھ خیر خواہی، لوگوں کے ساتھ یعنی رعایا کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ ہو۔

"ما من عبدایستر عبد اللہ رعیۃ فلم یحطھا بنصحہ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ"(45)

"جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران (ذمہ دار) بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی تو وہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکے گا۔ "

عمال وحکام کی تنخواہ (معاوضہ):

عمال و حکام اپنی تنخواہ بھی ضرورت سے زائد نہ لیں۔ ابتداء میں مال غنیمت سے حصہ ملتا تھا، آپ نے عتاب بن اسید کی تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر کی۔

من اسعملناہ فمن عمل فرزقنا رزقا فما اخذ بعد ذلک فھو غلول۔ (46)

جس شخص کو ہم کسی کام کے لیے عامل مقرر کریں اور اس کو خرچ کے لیے معاوضہ دیں تو اس کے علاوہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے۔

"جو شخص ہمارا عامل ہو اس کو بی بی کا خرچہ لینا ہے اور اگر نوکر نہ ہوتو نو کر کا اگر گھر نہ ہو تو مکان کا، اگر اس سے زیادہ لے گا تو خائن ہے یا چور ہے-(47)

عمال و ذمہ داران کا احتساب:

احتساب کا محکمہ باقاعدہ تو نہ تھا لیکن آپ عوام کی روزمرہ زندگی پر کڑی نگرانی رکھتے، ان کے اخلاق و عادات اور بیع و شراء میں اصلاح کے ساتھ ساتھ اعمال کا محاسبہ کرنے پر بھی توجہ دیتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی ابن للیتہؓ کا جو صدقہ مال وصول کرکے لائے تھے ، جائز ہ لیا ، انہوں نے کہا یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مجھ کو ہدیتاً ملا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ گھر بیٹھے بیٹھے تمہیں یہ ہدیہ کیوں نہ ملا ، اس کے بعد ایک عام خطبہ میں اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے -(48)

آپ نے فرمایا "ھدایا العمال غلول[49]"عمال کے ہدیےغلول (خیانت وناجائزا ستحصال کی قبیل سے)ہیں

عہد رسالت میں کیے گئے سادہ اور جامع انتظامی اقدامات میں ایسی لچک موجود تھی جس کی وجہ سے ہر دور کے حالات و ضروریات پر پور ا اترنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ اقدامات اپنی ساخت کے لحاظ سے سادہ تھے اور محدود لیکن ایک عظیم الشان اور بے مثال انتظامی ڈھانچے کی اساس ثابت ہوئے-(50)

قیامت کے دن کے لیے یہ امانت ندامت اور رسوائی کا سبب ہو گی مگر اس شخص کے لیے جو اس کے حق کے ساتھ اس کو اٹھائے اور اس سلسلہ میں اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوں ان کو ادا کرے-(51)

عاملین کے لیے اصول و ضوابط:

حکومت کے عہدے اور مناصب حصول عزت و جاہ اور کسب دنیا کے اعلیٰ ذریعے تصور کیے جاتے ہیں ۔ نہ صرف ان کے حصول کے لیے جدو جہد

جائز سمجھی جاتی ہے بلکہ اس راہ میں مقابلہ و مجادلہ جوڑ توڑ سازش و سفارش حتیٰ کہ رشوت و جعلسازی کے سارے حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہر شخص سرکاری منصب اور عہدوں کو اپنا حق سمجھتے ہوئے ان کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے ۔ یہ عہدوں اور اہل منصب کے متعلق لادینی تصور ہے جبکہ اسلام کا تصور کیا ہے ؟ کہا گیا کہ :

انکم ستحرصون علیٰ الامارة وستکون ندامة یوم القیامة فنعم المرضعة وبسئت فاطمة(52)

آئندہ ایسا زمانہ آئے گا کہ تم لوگ حکومت اور اس کی حرص کرو گے اور وہ روز قیامت ندامت وپشیمانی کا باعث ہو گا بڑی اچھی لگتی ہے حکومت کی آغوش میں لے کر دودھ پلانے والی اور بہت بری لگتی ہے دودھ چھڑانے والی ۔

آپ نے عہدے اور مناصب طلب کرنے کی ممانعت کی ہے ۔

سرکاری عہدے ایک بھاری امانت ہیں:

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے :

﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِکُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُون﴾(53)

"اے مومنو! تم خیانت نہ کرو اللہ کی اور رسول کی اور تم اپنی امانتوں کی خیانت نہ کرو اور تم تو جانتے ہو۔ "

اس آیت میں امانت سے مراد رعایا کے حقوق کی بھاری ذمہ داریاں یعنی سرکاری عہدے میں ایک صحیح اسلامی ماحول کے اندر یہ عہدے ا ور مناصب چاہنے اور طلب کرنے کی چیز نہیں۔ حضرت ابو ذرؓ نے نبی سے عہدہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا ۔

یا اباذر انک ضعیف و انها امانة و انها یوم القیامة خزی و ندامة الا من اخذها بحقها و ادی الذی علیه فیها۔(54)

اے ابو ذر ، تو کمزور آدمی ہے اور یہ ایک بھاری امانت ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس کی ذمہ داری تھی اور اس کو ادا کیا ۔

عدل وانصاف:

تمام معاملات میں عد ل و انصاف کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ عدل کرتے وقت کسی سے خوف نہ کھائیں اور نہ کسی کی رعایت کریں، صرف عدل کو ملحوظ خاطر رکھیں ،سنت نبویہ سے بھی یہی درس ملتا ہے :

آپ نے فرمایا یا معاویہ ان ولیت امرا فاتق اللہ واعدل [55] اے معاویہ اگر تم کو حاکم مقرر کیا جائے تو خوف خدا اور عدل وانصاف کو اپنا شعار بنانا ۔

"مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز مجھ سے قریب تر حاکم

عادل ہوگا اور مجھ کو سب سے زیادہ مبغوض اور سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن حاکم ظالم ہو گا۔(56)

ہر حال میں کسب حلال اور رزق طیب کی جدو جہد کی جائے۔ منصب و عہدہ خدا کی امانت ہے۔ اس کی امانت کی حفاظت میں خدا کی مدد طلب کی جائے، عوام میں مساوات اور طبقاتی درجہ بندی نہ کی جائے۔ ہر خاص و عام کو حکام کی کار گزاری پر تنقید کی آزادی ہونی چاہیے۔ حکام کو عوام کے حقوق سے پوری طرح آگاہی ہونی چاہیے۔ ماتحت عملہ کی کارگزاری پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ کفایت شعاری اور قناعت کو شعار بنایا جائے۔ مستقل مزاجی اور ضبط نفس پیدا کیا جائے۔ فرائض کی ادائیگی میں اخلاص اور جذبہ ایثار پیدا کیا جائے۔ عیش پرستی اور نمود و نمائش سے پرہیز اور سادگی کی اعلٰی مثال قائم کی جائے۔

"حضرت علیؓ نے مندرجہ ذیل عمال کو نصیحت کی ، اگر آپ اپنے پیش رو کی جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قمیض میں پیوند لگا لیجئے، تہبند اونچی پہنیے، جوتے اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیجئے، جرابوں میں پیوند لگا ئیے ارمان کم کیجئے اور بھوک سے کم کھائے"(**57**)

مشاورت کی ہدایت:

مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات کو مشاورت سے طے کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح صاحب اقتدار واختیار کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے معاملات میں مشورہ کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :وشاورھم فی الامر[58] اور اپنے کاموں میں مشورہ کرلیا کریں "

آپ نے مشورہ کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"اذا کان امراوکم خیارکم واغنیاء کم سمحا کم وامورکم شوریٰ بینکم فظھرالارض خیرکم لکم من بطنھا" (59)

"جب تمھارے حکمران اچھے لوگ ہوں تمھارے مالدار سخی ہوں تمہارے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمھارے لئے بہتر ہے۔"

حکام اور عوام میں قریبی ربط:

لازمی ہے لہٰذا حاجب اور دربان رکھنے سے گریز کیا جائے ۔ حدیث نبوی ہے :

"مامن امام یعلق با به دون ذوی الحاجة والخلة وا لمسکنة الاغلق الله ابواب السماء دون خلة و حاجته و مسکنته۔"(60)

"جو امیر یا مالی ضرورت مندوں ، حاجت مندوں اور اہل فقر کے لیے اپنے دروازے بند رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت ، حاجت اور احتیاج کے دن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کردے گا۔"

اسلام پروٹوکول کے نام پر عوام کو تنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ خویش پروری سے اجتناب کیا جائے کہ انسان اپنے قریبی عزیز و اقارب کو ہی نوازتا رہے

رشوت خوری سے پرہیز:

اہل منصب رشوت سے بچیں ۔رشوت کی حرمت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: لعن رسول االله الراشی والمرتشی[61]۔رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے "رشوت ام الخبائث ہے اور تمام مسائل کی جڑ بھی ہے ۔ حکام و عمال کو اپنے سرکاری مناصب پر رہتے ہوئے ان تمام عیوب سے بچنا ہوگا اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرے۔

سرکاری مناصب وذرائع کے مثبت استعمال کے اثرات :

اگر اختیارات کا استعمال حدود کے اندر رہتے ہوئے ہوگا تو اس کے درجہ ذیل اثرات آئیں گے عدل کاقیام ،استحکام ملک وقوم ،عوام کی مالی ،اخلاقی ،ذہنی ونفسیاتی فلاح امن ،مثالی معاشرے کا قیام ،ملکی بقاء اور سلامتی ،حقوق فرائض کی مکمل احسن ادائیگی ،سرکاری اداروں کی عمدہ ساکھ سے بین الاقوامی شہرت کا حصول، ریاست کا معاشی ومالی استحکام وخود کفالت وغیرہ ۔

سرکاری مناصب وذرائع کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کے نتائج:

سرکاری مناصب کو اگر درست طور پر استعمال نہ کرنے کی صورت میں نہ صرف دینی وشرعی اعتبار سے غلط ہے بلکہ سماجی انارکی اور معاشرتی بد نظمی کا باعث بنتا ہے اور ہر فرد کو درج ذیل مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا ہے

- معاشی بحران ،ارتکاز دولت ،ٹیکسوں میں کمی ،ملکی بجٹ میں خرابی
- معاشرتی انتشار ،ذہنی واخلاقی برائیوں کا فروغ ۔
- طبقاتی کشمکش میں اضافہ ،افسر شاہی کا بالادستی ،اقرباء پروری وجانبداری اورمعاشرتی عدم توازن ۔
- نااہل افراد کی تعیناتی کے باعث عدل وانصاف کا فقدان۔
- ملکی سالمیت وبقاء کو خطرہ ۔

خلاصہ بحث:

حکومتی مناصب اور عہدے اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں جن کے امین وحکام اور افسرہیں جن کے ہاتھ میں تنزلی وترقی کے اختیارات ہیں ،انہیں یہ عہدے بطور امانت سپرد کئے جاتے ہیں ،اگر کوئی انہیں ذاتی اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کرے گا تو یہ بھی بڑی خیانت ہے ۔حکام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو علمی یا عملی

قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ ہرکام اور عہدےکے لئے اپنے دائرہ اختیار میں اس عہدے کے مستحق کو تلاش کریں اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں سرکاری مناصب وذمہ داران افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن میں سے اپنی ذمہ داریوں کا فہم حاصل کریں اور تعلیمات نبوی کے اصولوں کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر پوری اسلامی ریاست کو ترقی کی منازل طے کروائیں تاکہ ریاست کے اندر موجودہ مسائل پر قابو پایا جاسکے

حواشی و حوالہ جات

1- الزبیدی ،محمد بن محمد بن عبدالرزا ق ا لحسینی :تاج العروس من جواہر القاموس ،دارالہدا یہ بیروت ،س ن ،مذیل مادہ : ن ص ب

2- لوئیس مالوف ،المنجد ،دارلاشاعت کراچی،س ن بذیل ،مادہ ن ص ب

3 - قاسمی ،کیرانوی،وحید الزمان ،علامہ ۔القاموس الوحید ،ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور ،بذیل مادہ :ن ص ب

4. Ferozsons Urdu English dictionary, ferozsons (Pvt) ltd, Lahore, nd

5- لوئیس معلوف ،المنجد ،بذیل مادہ :ذرع

6- وحید الزماں القاموس الوحید ،بذیل مادہ :ذرع

7- الدکتور احمد عمر ،معجم اللغۃ المعاصر ۃ ،ص۰۴۵،۰عالم الکتب ،القاہرۃ ۸۰۰۲

8 - شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعہ کراچی، ج:۱، ص:۹۰

9 - مولانا حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، لاہور، س-ن-، ص: ۴۰

10 - Encyclopedia of Social Sciences (New York)V-14, P.328

11 - Harold J.Lashi, Agramer of Politicos, P iii, (Introduction) London, 1967

12 - آل عمران، ۲۶۳

13- الفاطر، ۱۳-۳۵

14- النساء :85

15- ابن العربی، احکام القرآن ،ص ،ج ۱،ص۰۵۴،موستہالرسالہ،بیروت ،۱۹۸۸ء

16- مفتی شفیع،معارف القرآن ،ج ۲،ص۶۴۴،ادارہ معارف القرآن ،۲۰۰۶ء

17- الحدید، ۵۷:۲۵

18- الحج، ۲۲:۴

19- صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ، باب فضیلہ الامام العادل، ج:۳، ص: ۵۱۶

20- ایضاً

21- المائدہ، ۵:۴۸

22- ابن خلدون، مقدمہ ، بحوالہ مسلمانوں کا نظم مملکت، ص: ۱۳۳

23- کنز الاعمال

24 - کتاب السنن، امام ابو داؤد، ۳۷۰، باب فی اتخاذ الوزیر، حدیث:۲۹۳۲، ص: ۱۸۱
25- حسن ابراہیم حسن، مسلمانوں کا نظام مملکت، ص: ۱۳۳؛ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، ص: ۹۴
26- امام ابن تیمیہ ، السیاسۃ الشریعۃ (مترجم) مطبوعہ کراچی، س-ن، ص: ۸۶؛
27- قاضی ابو یوسف، کتاب الخراج(مترجم)، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶، ص: ۱۰۶
28- S.A.Q Hussaini, Arab administration, P-19
29 - شبلی نعمانی، سیرت النبی (مطبوعہ کراچی، س-ن-)، ج:۲، ص: ۵۵
30- صدیقی ،یاسین مظہر،عہد نبوی کا نظام حکومت ،الفیصل ناشران لاہور،2009،ص194
31- العسقلانی ،ابن حجر،ابوالحسن احمد بن علی فتح الباری شرح صحیح البخاری ،دارلمعرفۃ بیروت،1379ھ،ج1ص203
32- ابن سعد محمد بن سعد بن منبع،الطبقات الکبریٰ ،دارالاحیاالتراث العربی ،بیروت ،لبنان ،س ن ،ج1،ص103
33- امام مسلم ،صحیح مسلم ،باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ
34- ابن ہشام ،ابو محمد عبدالملک ،السیرۃ النبویہ ،تحقیق مصطفیٰ الشفا ابراہیم الابیاری ،عبدالحفیظ شلبی،داراحیاء التراای العربی 1995ھ،ج2،ص200
35 - عہد نبوی کا نظام حکومت ،ص38
36- امام مسلم ، کتاب الصحیح، کتاب الامارۃ، باب کراہیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، ص: ۱۱۸
37- النساء، ۴:۵۸
38- یوسف، ۱۲:۵۰-۵۵
39- ایضا،ج2،ص56
40 - صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب النبی عن طلب المارۃ والحرص علی الامارۃ ، ص : ۱۱۶
41 - ابو داؤد، ج:۳، کتاب الخراج والامارۃ، باب ماجاء فی طلب الامارۃ ، ص: ۶۶۶
42 - الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب ، ج:۳، باب معاذ، ص: ۱۴۰۳
43 - الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب ، ج:۳، باب معاذ، ص: ۱۴۰۳
44- صحیح بخاری، ج:۲، ص: ۶۴۳، کتاب المغازی، بحوالہ نقوش رسول نمبر ، ص: ۲۲۹
45 - صحیح البخاری،کتاب الاحکام ،باب من استرعیٰ رعیۃ فلم ینصح،حدیث:7631
46 - صحیح مسلم، کتاب الجہاد، ج:۵، ص: ۸
47 - صحیح بخاری، کتاب الاحکام، باب من استرعی و عیۃ فلم ینفح (مترجمہ) ص: ۷۶۰
48- ابو داؤد، جلد :۳، کتاب الخراج والامارۃ۔،الجامع الصحیح للبخاری ،کتاب الاحکام ،باب ہدایا العمال
49 - احمد بن حنبل ،مسند احمد ،باب حدیث ابی حمید الساعدی،ج5،ص424،رقم الحدیث23649
50 - مولانا مودودی، اسلامی ریاست ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص: ۴۵۶
51 - صحیح بخاری، کتاب الاحکام، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ہدایا العمال ، ج:۴، ص: ۵۵۵
52- بخاری ،صحیح بخاری ،کتاب الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ رقم الحدیث :7148،ص595
53- الانفال، ۸:۲۷

54- قاضی ابو یوسف، کتاب الخراج، ص: ۱۱۹
55- احمد بن حنبل ،مسند احمد ۔حدیث معاویہ بن ابی سفیان ،ج4،ص101،رقم الحدیث16975
56 - احمد بن حنبل ،مسند احمد ۔حدیث معاویہ بن ابی سفیان ،ج4،ص101،رقم الحدیث16975
57 - امام ترمذی، جامع ترمذی، ج:۱، ابواب الاحکام، حدیث نمبر: ۱۲۳۵
58 - آل عمران 3:159
59 - ترمذی ،جامع ترمذی ،ابواب الفتن ،باب متیٰ یکون ظھر الارض خیر امن بطنھا ومتیٰ یکون شرا،رقم الحدیث :2266،ص1880
60- ترمذی ،جامع الترمذی ،ابواب الاحکام عن رسول اللہ ،باب امام رعیۃ رقم الحدیث 1332،ص1785
61- امام ترمذی، جامع ترمذی، ج:۱، ابواب الاحکام، حدیث نمبر: ۱۲۳۵